

اسلام میں صدقہ و احسان کی اہمیت

از: شیخ یوسف القرضاوی

ترجمہ: عبدالحمید صدیقی

اسلام نے زکوٰۃ وغیرہ کے جو قوانین و حقوق مقرر کیے ہیں وہ ان سب سے بڑھ کر جو دوسرا کرنے والے انسان کے دل کو ایک ایسے آدمی کا دل بنانا چاہتا ہے جو طلب سے کہیں زیادہ دیتا ہے اور جتنا اس پر خرچ کرنا واجب ہو اس سے کہیں زیادہ خرچ کرتا ہے بلکہ بے طلب و سوال عطا کرتا ہے اور خوشحالی و بدخالی میں شب و روز پوشیدہ طور پر اور علانیہ خرچ کرتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کرتا ہے جو خود اُسے اپنے لیے پسند ہو۔ بلکہ باوجود اپنی تنگ دستی کے دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتا ہے اور مال کو مقصد نہیں بلکہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ سمجھتا ہے۔ وہ مال کو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا ایک ذریعہ تصور کرتا ہے۔ اس کا دل خیر و خوبی کا مرقع بن جاتا ہے۔ وہ رضائے الہی اور ثواب کی نیت سے نہ کہ حُصْبِ جاہ و شہرت کی خاطر یا حاکم وقت کی سزا کے خوف سے، خوب دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چند قوانین اور قواعد و ضوابط ہی سب کچھ ہیں جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں وہ سطحِ بین ہیں اور انسان کی حقیقت سے نا آشنا۔ انسان کوئی مشین نہیں ہے کہ اُسے گھوایا جائے تو وہ گھومنے لگے۔ کوئی پہیہ نہیں ہے کہ اُسے حرکت دی جائے تو وہ متحرک ہو جائے اور روکا جائے تو رُک جائے۔ وہ تو ایک ایسا پیچیدہ ڈھانچہ ہے جو مادہ اور رُوح، جسم اور جان، عقل اور جذبات اور افکار و احساسات سے مرکب ہے۔ وہ تو ایک ایسا وجود ہے جو سوچتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے۔ جو کسی چیز کو محسوس کرتا ہے اور اس کا شعور حاصل کرتا ہے جو بعض چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور انہیں دوسری چیزوں پر ترجیح دیتا ہے اور بعض کاموں کو کرتا ہے اور بعض کو ترک کرتا ہے اور جو بعض چیزوں یا لوگوں سے متاثر بھی ہوتا ہے اور ان پر اثر انداز بھی۔ لہذا ضروری ہے کہ اس وجود انسانی کے جملہ خصائص کا لحاظ رکھا جائے اور اس کے سارے تاروں پر زخمہ زنی کی جائے تاکہ ہم اس کے اخلاق اور

ضمیر کے ذریعے زندگی کے دوسرے قوانین اور قواعد و ضوابط کی کمی کو پورا کر سکیں۔

اسلام بحیثیت ایک دین ہونے کے صرف اُن حقوق پر توجہ دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا جو کچھ قوانین و ضوابط کے تحت ہیں اور جن کے نفاذ کی ذمہ داری حکومتوں پر ہوتی ہے بلکہ انسانی زندگی کے اخلاقی پہلو پر بھی توجہ دیتا ہے کیونکہ زندگی کا یہ پہلو اسلام کی نظر میں صرف کفالتِ باہمی کے مقصد کے حصول کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ نیک، رضائے الہی اور رحمت میں انبیاء کی رفاقت کے طالب انسان کی تربیت سے جو مقاصد اسلام حاصل کرنا چاہتا ہے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

یہاں ہم کچھ آیات قرآنی اور کچھ احادیث نبوی نقل کرتے ہیں جو بشارت و اندازہ، ترغیب و ترہیب، دعوتِ انفاق فی سبیل اللہ اور نجل و کنجوسی سے احتراز کی دعوت سے عبارت ہیں۔ جو قتی اعتبار سے اتنی اعلیٰ اور اعلیٰ لحاظ سے اتنی بلیغ ہیں کہ اُن کی وعید جامد دلوں کو موم کر دیتی ہے اور اُن کے وعدے یعنی ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے محبت اور دیگر آرام و آسائش کے جو وعدے کیے ہیں، بند مٹھیوں کو حرکت میں لے آتے ہیں اور بھلائی اُن سے پھوٹ نکلتی ہے اور جو دوسخا کے لیے وہ کھل جاتی ہیں۔ ارشادِ خداوندی:

صَنَ الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
فِيضِعْفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرًا وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَ
يَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (البقرہ: ۲۴۵)

تم میں کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسن دے تاکہ اللہ اُسے کسی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرے گھٹانا بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور بڑھانا بھی اور اسی کی طرف تمہیں بلٹ کر جانا ہے۔

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اُن کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بائیس نکلیں اور ہر مالی میں سود آنے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتاتے نہ دکھ دیتے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور اُن کے لیے کسی

مَثَلُ الَّذِينَ يُبْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ سَنَابِلَ فِي
كُلِّ سُنْبَلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ
يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ الَّذِينَ يُبْفِقُونَ
أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَنْ يُضَاعِفَ مَا
أَنْقَضُوا مِمَّا دَلَّوْا لَهُمْ أَجْرَهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

(البقرہ: ۲۶۱-۲۶۲)

رنج اور خوف کا موقع نہیں۔

جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ اور ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا مقام نہیں۔

الَّذِينَ يُبْفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ - (البقرہ: ۲۷۴)

وہ لوگ جو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس حبت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لیے ہتیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُبْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ
وَالضَّرَّاءِ - (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۴)

اے نبی! ان سے کہو میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپاٹتا دیتا ہے، جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
مِن عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ - وَمَا تَلْفَقْتُمْ مِّنْ
شَيْءٍ فَهُوَ مُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ -

ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو ان چیزوں میں سے جن پر اُس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

وَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا
مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ قَالِ الَّذِينَ آمَنُوا
مِنْكُمْ وَأَنْفِقُوا لَهُمْ آخْرًا كَيْبَرًا - (المحید: ۷)

اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں حیثیت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے روزی دی تم کو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔ تو

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ حَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُوقِ شَمْمَ نَفْسِهِ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - (الحشر: ۹)
وَأَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ
يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّي لَوْلَا

أَخْرَجْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَدَّقْتُ وَأَكُنْتُ
مِنَ الصَّالِحِينَ - (المنافقون)

پھر کہے اے میرے رب! کیوں نہ واصل دی مجھ کو
تھوڑی مدت کے لیے کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں
میں سے ہوتا۔

وَمَا تَقْدِرُ مَوْلَا لِقَسِيبِكُمْ مِنْ خَيْرٍ
تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا -
فَلَا تَقْضُوا الْعُقُوبَةَ - وَمَا أَدْرَاكَ
مَا الْعُقُوبَةُ - فَكَ رَقِيبَةٌ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ
ذِي مَسْعِيَةٍ - بَيْنَمَا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مَسْكِينًا
ذَا مَنْرَبَةٍ نَمْرُكَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمِحْمَةِ
أَوْلِيكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ - (البلد: ۱۱-۱۸)

اور جو نیک عمل تم اپنے لیے اگے بھجوجے۔ اس کو خدا کے
ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے۔
مگر وہ گھاٹی پر سے ہو کر نہ گزرا۔ اور تم کیا سمجھو کہ
گھاٹی کیا ہے؛ کسی کی گردن کا چھڑانا یا بھوک کے دن
کھانا کھلانا، یتیم رشتہ دار کو یا فقیر خاکسار کو پھر ان
لوگوں میں بھی داخل ہوا جو ایمان لاتے اور صبر کی
نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت
کرتے رہے یہی لوگ صحابہ سعادت ہیں۔

وَيُطِيعُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْثُ مَسْكِينًا
وَبَيْنَمَا وَآسِيبًا - إِنَّمَا نَطَعَكُمْ لِيُوجِبَ
اللَّهُ لَأَنْزِيدَ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا تَشْكُرُوا -
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا غَمًّا قَمَطَرِيًّا -
والدھر: ۸-۱۰

اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش اور
حاجت ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا
ہیں اور کھتے ہیں کہ ہم تم کو خالص خدا کے لیے
کھلانے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ
شکر گزاری کے طلب گار۔ ہم کو اپنے پروردگار سے
اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کرپہ منتظر
اور دلوں کو سخت مضطر کر دینے والا ہے۔

احادیث نبوی | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: "نبہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ اس کا مال تو صرف وہ ہے جو اس نے کھا لیا اور تم ہو گیا اور جو
اس نے پہن لیا اور بوسیدہ ہو گیا اور جو اس نے راہِ خدا میں دے دیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس کے پاس
ہو گا وہ اسے دوسرے لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ (مسلم،

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ہے،

جسے اپنے وارثوں کا مال خود اپنے مال سے زیادہ پیارا ہے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: بے شک تم میں سے ہر ایک کا اصل مال وہ ہے جسے تم راہِ خدا میں خرچ کر کے اللہ کے ہاں ذخیرہ کر لو۔ اور وارثوں کا مال وہ ہے جسے تم پیچھے چھوڑ جاؤ۔ (نسائی)۔

عدی ابن حاتم سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تم میں سے ہر شخص سے ہم کلام ہوگا۔ اس حال میں کہ اللہ اس شخص کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ شخص اپنی دائیں طرف دیکھے گا تو اُسے وہی نظر آئے گا جو اُس نے اگے بھیجا ہوگا۔ بائیں طرف دیکھے گا تو یہی وہی نظر آئے گا۔ اگے دیکھے گا تو کچھ نہیں سمجھائی دے گا۔ سواتے اس آگ کے جو اس کے سامنے ہوگی۔ لہذا آگ سے بچو، اگرچہ ایک کھجور برابر صدقہ دے کر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی حلال کمائی میں سے ایک کھجور برابر صدقہ کرے، اور حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بڑے احسن انداز سے قبول کرتا ہے، پھر اُسے صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے پالتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ گناہ کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ (ابو یعلیٰ)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کی: اے خدا کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ایک نہایت مالدار شخص اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم لے اور صدقہ کر دے۔ اور دوسرا شخص جس کے پاس کل دو درہم ہیں وہ اپنے مال میں سے ایک درہم صدقہ کر دے (تو قلیل المال شخص کا یہ ایک درہم کثیر المال شخص کے ایک لاکھ درہم سے اللہ کے نزدیک ثواب میں کہیں بڑھ کر ہوگا)۔ (نسائی)۔ ابن خزیمہ ابن حبان حاکم۔)

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ہر شخص

اپنے صدقے کے سائے میں ہو گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان حسنت و دوزخ کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔
(احمد - ابن خزیمہ - ابن حبان - حاکم)۔

قاریین کرام ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ مذکورہ بالا آیات قرآنی اور احادیث نبوی مسلمانوں کی عملی زندگی کا دھارا بدلنے میں بالکل غیر موثر ہیں۔ نہیں بلکہ یہ تو انسان کے پاکیزہ ترین احساسات، شریفانہ جذبات، بہترین عواظ اور نیک اعمال میں دلچسپی کی تزئینت و تدریب میں مشعلِ راہ اور قوتِ واقعہ کا حکم رکھتی ہیں۔ اپنی اس بات کی تائید میں ہم تاریخِ اسلام سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

مفسرین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب آیت

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفْهُ لَهُ (ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے اور اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر عطا کرے) نازل ہوئی تو حضرت ابوالدرداء انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اے ابودرداء! انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اپنا ہاتھ دیجیے۔ پھر ہاتھ میں ہاتھ لے کر کہا: حسنوار! میں نے اپنا بلع اللہ تعالیٰ کو قرض دیا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ابودرداء کے باغ میں چھ سو کھجور کے درخت تھے اور ان کے بیوی بچے بھی اسی میں رہتے تھے۔ وہ اس وقت سیدھے باغ میں آتے اور آواز دی: اے درداء کی ماں! اس نے جواب دیا: لبیک۔ ابودرداء نے کہا: بچوں کو لیکر باغ سے نکل آؤ کیونکہ میں نے یہ باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا ہے (یعنی راہِ خدا میں دے دیا ہے)۔

امام احمد نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ تمام انصار میں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ وہ اپنے تمام مالی اور جائیداد میں "بیرحاء" نامی باغ کو مسجد نبوی کے سامنے تھا، سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنوئیں کا عمدہ میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ جب آیت كُنْ تَالُوْا الْبِرْحٰنَ تَنْفِقُوْا مِمَّا تَحِبُّوْنَ (جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے) نازل ہوئی تو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔ اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی بیرحاء نامی باغ ہے۔ لہذا میں اس کو اس امید میں کہ جو بھلائی خداوند تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لیے جمع ہے

خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اب اے اللہ کے رسول! آپ کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھیں اس کو تقسیم کر دیں۔ آپ خوش ہو کر فرمانے لگے ”واہ وا یہ بہت ہی فائدہ مند مال ہے۔ اس سے لوگوں کو بہت ہی فائدہ ہوگا پھر فرمایا ”میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ”بہت اچھا اور پھر اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔“

اتفاق فی سبیل اللہ کا یہ سلسلہ ہر دور میں مختلف درجوں پر جاری رہا ہے اور لوگوں نے تاریخ کے ہر دور میں اس کے نہایت اعلیٰ و عمدہ نمونے دیکھے ہیں کہ مسلمان کے نزدیک اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں کی خوشنودی، اپنے خزانوں سونے چاندی اور دنیاوی زندگی کی ہر متاع گراں بہا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

امام لیث بن سعد کے بارے میں روایت ہے کہ ان کی آمدنی تقریباً ہزار دینار تھی۔ اس کے باوجود ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ اپنے مال کو اتنی دیر اپنے پاس جمع رکھتے ہی نہیں تھے کہ اس پر سال گزر جائے بلکہ جو بھی مال ان کے پاس آتا تھا وہ اُسے صدقہ کر دیتے تھے اور راہِ خدا میں خرچ کر دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام لیث ہر روز تین سو ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرنے سے پہلے بات نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ سے کچھ شہد مانگا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے ایک مشکیزہ شہد کا دے دو۔ آپ سے کہا گیا کہ وہ تو اس سے کم شہد پر ہی راضی ہو سکتی تھی۔ آپ نے جواب دیا: اس نے اپنی ضرورت کے مطابق سوال کیا، ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے مطابق دیا جو اس نے ہم پر کر رکھا ہے اسی طرح عبداللہ بن جعفر کے متعلق کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی حاجت مند سائل کو اپنے دروازے سے کبھی نالی یا تھ نہیں موڑا تھا۔ ان کے کسی بے نشین نے یہ رویہ اختیار کرنے پر انہیں برا بھلا کہا تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک عادت ڈال دی اور میں نے اس کے بندوں کو ایک عادت ڈال دی۔ اُس نے مجھے اس بات کا نوحہ نہ کیا کہ وہ مال و دولت دے اور میں نے اس کے بندوں کو اس بات کا عادی بنایا کہ میں انہیں مال دیتا رہوں۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اپنی عادت کو چھوڑ دیا تو وہ بھی اپنی عادت کو چھوڑ دے گا۔

خیراتی وقف | صدقات میں سے اسلام نے جن چیزوں کی ترغیب دلائی ہے ان میں سب سے اہم شہد ہے۔

ہے۔ دوسرے صدقات کی جزاء و ثواب کی نسبت صدقہ جاریہ کی جزاء امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ چونکہ صدقہ جاریہ کے اثر اور فائدے میں ایک قسم کا دفاع اور ہمیشگی پائی جاتی ہے لہذا اس کا ثواب صدقہ کرنے والے کی موت کے بعد بھی اُس وقت تک اُسے پہنچتا رہتا ہے جب تک کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جیب انسان کا زینتہ حیات ٹوٹ جاتا ہے تو سوائے مندرجہ ذیل تین اعمال کے تمام اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں:

(۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع بخش علم (۳) دعائے خیر کرنے والا نیک بچہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسول! میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال وہ ہے جو خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے (میں اس کو راہِ خدا میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں) فرمائیے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا "اصل (زمین) کو اپنے قبضے میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کر دو۔" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فقراء، رستہ داروں، قیدیوں، ناداروں اور مسافروں کے لیے اُس زمین کی پیداوار پھل وغیرہ اس شرط پر وقف کر دیے کہ نہ تو انہیں بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ ستمہ وراثت کے طور پر دیا جائے۔ المبتدئہ جو شخص اس وقف کا نگران مقرر کیا جائے اس کے لیے کوئی گناہ نہیں اگر وہ معروف طریقے سے اس میں سے کچھ لے کر کھالے اور اپنی جائیداد نہ بنائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زمین کی پیداوار وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کر دینے کا حکم دے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیراتی وقف کے لیے شرعی بنیاد ہتیا کر دی ہے جو ہر دور کے مسلم معاشرے میں کافی موثر کردار ادا کرتی رہی ہے اور جو مسلمانوں کے دلوں میں بھلائی اور خلوص و خیر کے جذبات کو جاگزیں کرنے کی ایک روشن مثال اور واضح دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے کی ضروریات میں سے کوئی ضرورت ایسی نہیں تھی جس کے لیے معاشرے کے اہل ثروت نے اپنی دولت کا کچھ حصہ وقف نہ کر دیا ہو۔ یہ اوقاف اپنی وسعت اور تنوع کے اعتبار سے بجا طور پر نظامِ اسلامی کے لیے باعثِ سدِّ افتقار تھے۔ فقراء اور ناداروں کے لیے محتاج خانے قائم کر دیئے گئے جو اُن کی خوراک اور لباس کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ خیراتی شفاخانے کھول دیئے گئے جو فقراء اور اہل حاجت کے لیے علاجِ معالجے اور

دوا داروں کی سہولتیں مہیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے لیے سفر وغیرہ کی سہولتیں بھی مہیا کی گئیں۔ مسلمان اس تلاش میں رہتے تھے کہ معاشرے میں کون کونسی ضروریات ایسی ہیں جن پر خرچ کیا جائے، پھر وہ اُن کے لیے اپنے مالوں اور جائیدادوں کے کچھ حصے وقف کر دیتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے بیمار جانوروں کے علاج اور گم شدہ رے آقا، کتوں کی خوراک وغیرہ کے لیے اوقات قائم کیے۔ جب بے زبان جانوروں کے بارے میں مسلمانوں کا یہ رحم دلانہ طرز عمل تھا تو پھر اس اشرف المخلوقات انسان کے بارے میں ان کا نقطہ نگاہ کیا ہوگا؟

یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں اگر مسلم معاشرے میں یتیموں، شکستہ حال لوگوں، اندھوں، ناداروں اور دیگر مجبور اور آفت رسیدہ محتاجوں کے لیے اوقات کا ایک نہایت وسیع نظام قائم ہو جائے۔ ہم یہاں مصر کے عہد ممالیک کی ایک تاریخی دستاویز کا متن پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، وہ دستاویز خلاوون کے شفاخانے کا وقف نامہ ہے۔ وقف نامہ ایک سرکاری کاغذ ہوتا ہے جس پر وقف کرنے والا اپنے وقف کے متعلق ہر چیز تحریر کرتا ہے اور اس کے حدود مقرر کرتا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی عادل اور نیک آدمی کو اُس پر گواہ بنایا جاتا ہے تاکہ جس شخص کی نگرانی میں وقف ہو رہا ہے اُن حدود کا پورا التزام کرے۔ وقف کے نگران کو ”ناظر“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مذکورہ شفاخانے کے وقف نامے میں لکھا ہے:

”یہ شفاخانہ بیمار مسلمان مردوں اور عورتوں کے علاج معالجے کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔ خواہ وہ خوشحال و متمند ہوں یا فقیر محتاج۔ قاہرہ اور اس کے نواحی علاقوں میں رہتے ہوں یا باہر سے آئے ہوئے ہوں۔ اپنی جنسوں اور بیماریوں اور امراض کے اختلاف کے باوجود وہ اس ہسپتال میں اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ اور بڑھاپے اور جوانی کے عالم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ مریض مرد اور عورتیں جو فقیر اور محتاج ہوں گے، اپنی کامل صحت یا بے تک اپنے علاج کے لیے اس میں مقیم رہیں گے اور ہسپتال میں علاج وغیرہ کے لیے جو کچھ مہیا ہوگا وہ ہر اپنے اور پرانے اور مقامی اور مسافر پر بغیر مشروط طور پر خرچ کیا جائے گا۔“

اور ناظر اس وقف کی آمدنی سے مریضوں کی ہر ضرورت پر خرچ کرے گا۔ مثلاً

بستر، لحاف اور گدے وغیرہ۔ ہر مریض کے لیے اس کے مرض اور حالت کے مطابق چارپائی اور بچھونا مہیا کرے گا۔ تمام مریضوں کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کے خوف اور اُس کی اطاعت کو پیش نظر رکھے گا اور اُن کو اپنی رعایا سمجھتے ہوتے اُن کی بھلائی اور تہری کے لیے پورے خلوص سے جدوجہد کرے گا کیونکہ ہر راعی اپنی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔

مریضوں کے لیے مرغ، چوزے اور دیگر گوشت وغیرہ پکانے کا انتظام ہسپتال کا مطبخ کرے گا۔ ہر مریض کے لیے جو کچھ پکایا جائے گا وہ اس کے لیے ایک خاص کٹورے میں ڈھانپ کر رکھ دیا جائے گا کوئی دوسرا مریض اس میں سے کچھ نہیں لے سکے گا۔ جب سب مریضوں کے لیے کھانا تیار ہو جائے گا تو ہر مریض کو اُس کا کھانا دے دیا جائے گا۔ رات دن کا جو کھانا ڈاکٹر صاحب اُن کے لیے تجویز کریں گے وہ انہیں پورا پورا دیا جائے گا۔

ناظر اس وقف کی آمدنی سے اُن مسلمان ڈاکٹروں کی تنخواہیں وغیرہ بھی دے گا جو کھٹے یا باری باری سے مریضوں کی دیکھ بھال کا کام انجام دینگے اور اُن سے اُن کے احوال یعنی مرض میں افاقہ یا شدت، وغیرہ پوچھیں گے۔ اور کھانے پینے کی جو چیز بھی مریض کے لیے موزوں ہوگی وہ اُس کے نسخے میں لکھیں گے۔ اور اجتماعی طور پر یا باری باری سے ہر روز رات کو ہسپتال میں رہیں گے اور مریضوں کا علاج اور دیکھ بھال کریں گے۔

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بیمار ہو اور محتاج ہو تو ناظر شفا خانہ اُن سے شربت، ادویہ اور معجونیں وغیرہ جن کی اُسے ضرورت ہو، مہیا کر سکتا ہے اور اسے اس معاملے میں خرچ کرتے وقت کج سوسے کام نہیں لینا ہوگا۔

یہ تاریخی دستاویز اُس دور کی ہے جسے مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے سپہرے ادوار کے مقابلے میں پستی اور پستی کا دور سمجھا جاتا ہے۔